السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا کسی بہت بڑے گناہ کو روکنے کے لیے جھوٹ جائز ہے۔؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!
الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

بنیادی طور پر شریعت میں جھوٹ بولنے کو حرام قرار دیا گیا ہے اور اسے تمام گناہوں کی جڑ کہا گیا ہے ،لیکن اگر جھوٹ بولنے سے فتنہ ٹل جائے اور لوگوں کے درمیان صلح صفائی وغیرہ ہوجائے تو مصلحت کی خاطر جھوٹ بولنا جائز ہے۔

نبی کریم نے صلح کی غرض سے جھوٹ بولنے والے کو جھوٹا نہیں کہا۔آپ فرماتے ہیں۔ :

"لیس الکذاب الذي یصلح بین الناس، فینمی خیرا، أو یقول خیرا" (بخاری: 2692)

جھوٹا وہ نہیں ہے جو لوگوں میں باہم صلح کرانے کی کوشش کرے اور اس کے لیے کسی اچھی بات کی چغلی کھائے یا اسی سلسلہ کی اور کوئی اچھی بات کہہ دے۔

اس حدیث میں اس انسان کو جو دو انسانوں میں صلح کرانے کے لئے کچھ اچھے کلمات اپنی طرف سے شامل کرتا ہے تاکہ ان دو آدمیوں میں جن میں جھگڑا ہوا ہے ختم ہوجائے اور ان میں صلح ہوجائے اور ایسے کلمات جو اس نے ان دونوں میں صلح کرانے کے لئے اپنی طرف سے بولے تھے ان کلمات پر جھوٹ کا اطلاق نہیں ہوگا کہا گیا ہے۔کیونکہ اس نے اچھی نیت سے یہ الفاظ شامل کئے۔

شریعت میں اس قدر اجازت ہے کہ جس شخص کو کفر پر مجبور کیا جائے اور وہ جان بچانے کے لئے قولاً یا فعلاً کفر کا ارتکاب کرلے جبکہ اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو، تو وہ کافر نہیں ہوگا۔۔

مَن كَفَرَ‌ بِاللَّهِ مِن بَعدِ إيمـٰنِهِ إِلّا مَن أُكرِ‌هَ وَقَلبُهُ مُطمَئِنٌّ بِالإيمـٰنِ ... ۱۰۶ سورة النحل

جس شخص نے ایمان لانے کے بعد اللہ سے کفر کیا، الا یہ کہ وہ مجبور کردیا جائے اور اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو تو یہ معاف ہے

اسی طرح ''مرد کا اپنی بیوی سے اور بیوی کا اپنے مرد سے اس وجہ سے جھوٹ بولنا تاکہ ان کے درمیان نفرت ختم ہوجائے'' (ابوداؤد، الحدیث 4275)

مذکورہ بالا روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ نیک مقاصد کے تحت فتنے سے بچنے، دشمن سے اپنی جان بچانے اور لوگوں کے درمیان صلح کروانے کی غرض سے جھوٹ بولا جاسکتا ہے۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتوی کمیٹی

محدث فتوی